34460

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم مفتیانِ کرام جامعہ دارالعلوم کراچی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال یہ ہے کہ موبائل کمپنی کی جانب سے بیلنس نہ ہونے کی صورت میں ایڈوانس بیلنس لون کے نام سے ملتاہے، بلکہ اب تو بعض بیلنس ہونے کے باوجود بھی ایڈوانس دیدیتے ہیں، اس کی واپسی پر جو وہ تین سے چار روپے تک اضافی بیلنس کاٹ لیتے ہیں، جسے وہ سروس چارجز کانام دیتے ہیں، کمپنی کی طرف سے جو میسج آتاہے اس میں یہ لکھاہوا آتاہے:

"Mozaiz sarif Rs.25 Zong advance balance apko faraham krdia Gaya hai Jo agalay recharge per 3.50 service charges key sath kaat liya jaega"

کمپنی والوں کے بقول تو یہ سروس چارج ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اس کی شرعی حیثیت کیاہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ ایڈوانس لینا قرض کا معاملہ ہے، اس لئے کمپنی کا اضافی پیسے لینا ناجائز وحرام ہے کیونکہ سود ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ اجارہ کا معاملہ ہے، اس پر اضافی پیسے ٹیکس یا سروس فراہم کرنے کی اجرت کے طور پر لئے جاتے ہیں، لیکن اس پر یہ سوال ہوتاہے کہ اگر یہ سروس فراہم کرنے کی فیس ہے تو یہ ہر صورت میں ہونی چاہئے، صرف اس صورت میں کیوں ہے جب پیسوں کی ادئیگی بعد میں ہورہی ہے؟ ادائیگی شروع میں ہو یا بعد میں ہو ہر صورت میں سروس مل رہی ہے تو چارج بھی ہر صورت میں ہونا چاہئے؟

اور ایک احتمال یہ ہوسکتاہے کہ درحقیقت اس میں بات کرنے کا وقت لیا جاتاہے اس لحاظ سے اس کو بیع الحقوق میں داخل ہونا چاہئے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ ایک ایسی ضرورت ہے کہ اس سے بہت سارے لوگوں کو واسطہ پڑتاہے، اور کبھی کبھی اس کی بہت ضرورت پیش آتی ہے مثلاً سخت ایمرجنسی اور مجبوری ہوتی ہے اور موبائل میں بیلنس نہیں ہوتا اور نہ ہی اس وقت کوئی انتظام ہوسکتاہے تو کیا ایسی سخت ضرورت میں بھی اس کی گنجائش نہیں؟

برائے کرم اس مسئلے کی تفصیل سے وضاحت فرمائیں اور اطمینان بخش جواب عنایت فرماکر اجر پائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے علم وعمل میں برکت فرمائے، آمین

سائل: عبداللہ کورنگی کراچی

0348 2525472

دار الافتاء
فتوی نمبر ۱۱۲۲۵۳

جواب منسلک ہے۔۔۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامدا ومصلیا

اوّلاً بطورِ تمہید یہ واضح رہے کہ:

موبائل نیٹ ورک استعمال کرنے والا صارف کمپنی سے جو بیلنس حاصل کرتا ہے، اس سے اصلاً پیسے کا حصول مقصود نہیں ہوتا، بلکہ اصل مقصود صارف کو نیٹ ورک استعمال کرنے کا حق فراہم کرنا ہوتا ہے اور صارف کو مخصوص دورانیہ کے لئے فون، میسج یا انٹرنیٹ کی سہولیات سے انتفاع کا حق مل جاتا ہے، جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ گاہک کمپنی سے کوئی عین نہیں لیتا، بلکہ مخصوص منفعت کی شکل میں ایک حق حاصل کرلیتا ہے اور بیلنس جو موبائل میں ظاہر ہوتا ہے وہ اِسی منفعت کی رسید ہے۔

تمہید کے بعد سوال کا جواب درج ذیل ہے:

گاہک کا کمپنی سے بیلنس حاصل کرنے کا معاملہ (خواہ ایڈوانس بیلنس ہو یا نقد ہو) فقہی لحاظ سے "بیع الحق" کا ہے، جس کے ذریعے سے گاہک براہِ راست کمپنی سے معاملہ کرکے بیلنس حاصل کرتا ہے، اور ایڈوانس بیلنس لینے کا کمپنی نے یہ طریقہ طے کررکھا ہے کہ گاہک اس سے رابطہ کرکے بیلنس (نیٹ ورک سے حقِ انتفاع) ثمنِ مؤجّل کے ساتھ خریدلے، چونکہ یہ بیع ثمنِ مؤجّل کے ساتھ ہوتی ہے، اس لئے کمپنی عام نرخ سے زیادہ پر اُسے فروخت کرتی ہے (لأنه زيادة في الثمن مقابل الأجل) اور اسی زیادتی کو کمپنی "سروس چارجز" کا نام دیتی ہے۔

گاہک کے ذمہ اصل " نقدر قم "واجب الاداء ہے جو کہ بیع مؤجّل کا ثمن ہے۔ پھر ثمن کی ادائیگی کے مختلف طریقے ہیں: ایک طریقہ کسی دوکاندار کے ذریعے سے ادائیگی، اور دوسرا طریقہ انٹرنیٹ بینکنگ (جاز کیش، بینک اکاونٹ وغیرہ) کے رائج طریقوں میں سے کسی کے ذریعے سے ادائیگی۔ انٹرنیٹ بینکنگ کے ذریعے ادائیگی کی صورت میں کمپنی کو گاہک کے ذمہ واجب الاداء ثمن " نقدر قم" کی شکل میں مل جاتا ہے اور کمپنی صارف کو اطلاع کے طور پر میسج کرتی ہے کہ آپ کے موبائل سے ایڈوانس بیلنس کی رقم مع سروس چارجز کے کاٹ دی گئی ہے۔ البتہ دوکاندار کے ذریعے ادائیگی کی صورت میں جب گاہک دوکاندار سے بیلنس خریدلیتا ہے، تب گاہک کے موبائل میں بیلنس آنے کے بعد کمپنی گاہک کے ذمے واجب الاداء رقم کا مقاصہ اس بیلنس سے کرلیتی ہے۔ (جیسا کہ صارف کے پاس کمپنی کی طرف سے موصول ہونے والے میسجز سے معلوم ہوتا ہے) گویا اس صورت میں کمپنی کو ثمن نقدر قم کی شکل میں نہیں ملتا بلکہ کمپنی گاہک کے موبائل میں موجود بیلنس سے مقاصہ کرلیتی ہے۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ ایڈوانس لون کا یہ معاملہ بیع الحق بثمن مؤجل کا ہے، اس لئے ضرورت کے وقت کمپنی سے طے شدہ زائد رقم پر ایڈوانس بیلنس لیا جاسکتا ہے۔

تكملة فتح الملهم -للشيخ المفتي محمد تقي العثماني حفظه الله تعالى:١/٣٦٤

والنوع الرابع من الحقوق عبارة عن حق الاستفادة باجازات كتبها المجيز علي ورقة ، فثبتت الاجازة لكل من يحملها ،،مثل طوابع البريد فانها عبارة عن اجازة استعمال البريد ، ومثل تذاكر القطار والطائرة والاتوبيسات ، فانها عبارة عن اجازة استعمالها لكل من يحملها، ولم أر عند الفقهاء حكما صريحا لبيع مثل هذه الحقوق ، ولكن الذي يظهر أن الاجازة المكتوبة ان كانت مقتصرة علي من أعطيها باسمه الخاص ، فلا يجوز بيعها ، كما في تذكرة الطائرة فانها تكون مخصوصة بالاسم ، فلا يجوز بيعها لكون الشركة انما رضيت بعقد الاجارة مع رجل مخصوص فلايجوزله ان ينقل هذاالحق الي غيره-واما اذاكانت الاجازة غير مخصوصة باسم رجل ، فينبغي ان يجوز بيع ورقة الاجازة ، مثل طوابع البريد ، فانها لاتكون لرجل مخصوص ، وهي في الحقيقة عبارة عن اجازة استيجار البريد لارسال الرسائل او غيرها من الاشياء، فلو اشتراها رجل من مكتب البريد ثم باعها الي آخر فلا وجة للمنع فيه ، وينبغي أن يجوز فيه الاسترباح أيضا ، اما لان الطوابع عين قائمة ، واما لانها حقوق في ضمن الاعيان : ففارقت الحقوق المجردة ،واما لان الربح الذي يحصل لبائعه اجرة ماعمل في الحصول علي الطوابع ، فاشبهت اجرة السمسار- وكذالك حكم التذاكر التي لا تكون باسم مخصوص ،بل تكون اجازتها مفتوحة لكل من يحملها۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

عمران الحق پنجگوری، سید ثناء اللہ آغا

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۲۲/جمادی الثانیہ/۱۴۴۲ھ

۰۵/فروری/۲۰۲۱ء

الجواب صحیح
بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ
۲۲-۶-۱۴۴۲ھ

دار الافتاء
۱۱۲۲۵۳

مفتی

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر اللہ
۱۴۴۲/۶/۲۳
06-02-2021

الجواب صحیح

مفتی

الجواب صحیح
الجواب صحیح
بندہ عبدالمنان عفی عنہ
۱۴۴۲/۶/۲۴

الجواب صحیح

نائب مفتی

الجواب صحیح

مفتی

۱۴۴۲/۶/۲۶ھ

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح
بندہ محمود الحسن عفی عنہ
۲۶-۶-۱۴۴۲ھ

الجواب صحیح

الجواب صحیح
شاہ محمد تفضل علی
۲۶/۶/۱۴۴۲ھ

۱۴۴۲/۶/۲۴ھ

۲۶/۶/۱۴۴۲ھ

۲۶-۶-۱۴۴۲ھ